شجرہ سلاسلِ اربعہ

(قادری چشتی نقشبندی سہروردی)

مع ضروری ہدایات وتعلیمات برائے سالکین

مفسرِ قرآن فقیہِ عصر شیخ طریقت حضرت مفتی شاہ محمد نوال الرحمن صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ ومجاز حضرت صوفی غلام محمد صاحبؒ وحضرت ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحبؒ

شیخ الحدیث وبانی دار العلوم شکاگو وجامعہ احیاء العلوم ورحمتِ عالم فاؤنڈیشن امریکہ

مرتب: مولانا محمد ضیاء الرحمن عقیل حسامی

ترتیبِ جدید: مفتی محمد عطاء الرحمن ساجد قاسمی

شجرہ سلاسلِ اربعہ

(قادری چشتی نقشبندی سہروردی)

مع ضروری ہدایات و تعلیمات برائے سالکین

مفسرِ قرآن فقیہ عصر شیخِ طریقت حضرت مفتی شاہ محمد نوال الرحمن صاحب دامت برکاتھم

خلیفہ و مجاز حضرت صوفی غلام محمد صاحبؒ و حضرت ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحبؒ

شیخ الحدیث و بانی دار العلوم شکاگو و جامعہ احیاء العلوم و رحمت عالم فاؤنڈیشن امریکہ

مرتب: مولانا محمد ضیاء الرحمن عقیل حسامی

ترتیب جدید: مفتی محمد عطاء الرحمن ساجد قاسمی

تقریظ:

مفسر قرآن ولی کامل عارف باللہ حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمن صاحب نور اللہ مرقدہ

ہزار شکر خداوند قدوس کا جس نے اپنے فضل خاص اور کرم بے انتہا سے ہمیں علم دین و نعمت اسلام سے آگہی بخشی۔ اسرار شریعت و طریقت اور حقائق و معارف سے سرفراز فرمایا۔

بے شمار درود و سلام ہوں نبی امی حضرت محمد ﷺ پر جنہوں نے مخلوق و خالق کے فرق کو سمجھایا، ان کی صفات سے روشناس فرمایا اور انسان کو معراج کمال پر پہنچایا۔

بے پایاں برکتیں ہوں ان عارفین اور پاکیزہ نفوس پر جن کے واسطے سے علم احسان و عرفان کی دولت نصیب ہوئی، بڑی ناسپاسی ہوگی اگر ہم ان حقوق کو ادا نہ کریں جو ہم پر عائد ہوتے ہیں۔ جہاں ان اللہ والوں کے نقشِ قدم پر چلنا، ان کے حال و قال کو اختیار کرنے کی کوشش کرنا بے حد ضروری ہے، وہیں انہیں دعواتِ صالحات میں یاد رکھنا بھی از حد ضروری ہے۔

بڑی سعادت کی بات ہے کہ برادرم محمد جمال الرحمن صاحب اور برادرم محمد نوال الرحمن صاحب کو شمالی ہند کے معروف چشتی سلسلے کے بزرگ حضرت مسیح الامتؒ کے خلیفہ حضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب سے اجازت بیعت و خلافت حاصل ہے۔ (نیز آپ دونوں حضرات کو حضرت صوفی غلام محمد قدس سرہ سے بھی اجازتِ بیعت و خلافت ہے، اس کے علاوہ بعض دیگر بزرگوں سے بھی خلافت حاصل ہے۔ از مرتب) اللہ تعالیٰ خوب برکات سے نوازے اور افادہ و استفادہ کو عام اور تام فرمائے۔

منسلکہ سلسلہ سے واقفیت اور اس کی ضرورت و اہمیت شدت سے محسوس ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی طباعت کا موقع عطا فرمایا۔ ساتھ ہی ساتھ آخر میں معمولاتِ ہر دو سلاسل کو بھی شریک کیا گیا ہے تاکہ ہر طالب و سالک ان معمولات کو اپنا معمول بنائے اور سعادت دنیوی و اخروی سے مالا مال ہو اور ہمہ جہتی طور پر اس کی زندگی اللہ تعالیٰ کی بندگی اور حضرت محمد ﷺ کی غلامی میں بسر ہو۔ فالحمد للہ اولاً و اُخراً۔

فقیر الی اللہ شاہ محمد کمال الرحمن (رحمۃ اللہ علیہ)

عرض مرتب

الحمدللہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی امابعد۔

بفضلِ الٰہی بحکمِ حضرت مخدوم ومکرم سلاسلِ اربعہ کا شجرہ برائے مریدین ومنسلکین ترتیب دینے کی سعادت میسر آئی۔

اگرچہ اس سے قبل برادر مکرم مولانا محمد ضیاء الرحمن عقیل صاحب مد ظلہ نے شجرہ مرتب کیا تھا، لیکن ان مطبوعہ نسخوں کے ختم ہونے نیز مریدین اور منسلکین کے لئے کچھ مزید باتوں کا اضافہ مفید سمجھ کر حضرت نے اس کی نئی ترتیب دینے کا حکم دیا، چنانچہ اسی سابقہ شجرہ ہی کو سامنے رکھتے ہوئے اس میں کچھ ترمیم اور اضافوں کے ساتھ یہ نیا شجرہ ترتیب دیا گیا۔

سالکین کی سہولت کے لئے ہم نے اس شجرہ میں پانچ فصلیں قائم کی ہیں، پہلی فصل میں تصوف سے متعلق چند بنیادی باتیں ذکر کریں گے، دوسری فصل میں حضرت شیخِ مخدوم ومکرم کے مختلف سلاسل کی اجازتوں اور ان کے اولیاء باصفا کا تذکرہ کریں گے۔ تیسری فصل میں حضرت سے وابستہ مریدین کے لئے ہدایات اور معمولات کا ذکر کریں گے۔چوتھی فصل میں منسلکین کے لئے اوامر کی تعمیل اور مناہی سے اجتناب میں سہولت کے لئے ایمانی اور احسانی شعبوں اور قرآن و حدیث میں مذکور گناہوں کا تذکرہ کریں گے۔ پانچویں فصل میں آدابِ شیخ ومرید ذکر کریں گے۔

اس موقع پر راقم تمام معاونین بالخصوص محترم امجد صاحب کا شکر گزار ہے جنہوں نے اس کی طباعت کا اہتمام کیا اور اس کے تمام مصارف کی ذمہ داری قبول فرمائی۔

قارئین سے درخواست ہے اس کی ترتیب میں جہاں کوئی لغزش نظر آئے تو اس کو احقر کی نااہلی اور کوتاہ دستی سمجھ کر درگزر فرمائیں، اور احقر کو ضرور اس کی اطلاع کریں، تاکہ اس کی اصلاح کی جاسکے۔ حق تعالیٰ اس چھوٹی سی کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبولیت سے نوازے اور لوگوں کے لئے مفید بنائے۔

العارض یکے از خاک پائے اولیاء

مفتی محمد عطاء الرحمن ساجد قاسمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصلِ اول

تصوف سے متعلق چند بنیادی باتیں:

علماء اور صوفیاء نے تصوف کی بہت سی تعریفات کی ہیں، ان میں سے ایک تعریف علامہ شامیؒ نے یہ کی ہے:

هُوَ عِلْمٌ يُعْرَفُ بِهِ أَنْوَاعُ الْفَضَائِلِ وَكَيْفِيَّةُ اكْتِسَابِهَا وَأَنْوَاعُ الرَّذَائِلِ وَكَيْفِيَّةُ اجْتِنَابِهَا (رد المحتار: ۱/۴۳)

علم تصوف ایسا علم ہے جس سے اخلاق حمیدہ کی قسمیں اور ان کو حاصل کرنے کا طریقہ اور اخلاق رذیلہ کی قسمیں اور ان سے بچنے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے۔

حضرت صوفی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسن بصریؒ کے بعد کے دور کو صوفیاء اصحاب باطن بھی کہتے ہیں، ہمارے پاس تصوف نام ہے تعمیر ظاہر و باطن کا، تعمیر سے مراد اصلاح۔ نفس کے تزکیہ کے طریقوں سے تصوف میں بحث ہوتی ہے، تصفیۂ قلب کی تعلیم دی جاتی ہے، تجلیہ روح کی تعلیم ہوتی ہے، تخلیۂ سر سے واقف کرایا جاتا ہے، اور اس علم کے ذریعہ جن اخلاق کو اپنے اندر پیدا کیا جاتا ہے، اُن میں اللہ کا یقین، اللہ کے ساتھ ربط و تعلق، اللہ سے محبت، اور اللہ کا خوف ہوتا ہے۔

موضوع:

مَوضُوعُهُ اَلتَّزكِيَةُ وَالتَّصفِيَةُ وَالتَّعمِيرُ۔ (قرآن اور تصوف: ۱۱)

علمِ تصوف کا موضوع ظاہر و باطن کا تزکیہ، تصفیہ اور تعمیر ہے۔ یعنی انسان کے اعمال اور اس کا دینی حال ہے، عام کتب میں اس کو تہذیب اخلاق سے تعبیر کیا گیا ہے۔ تہذیب کے اصل معنی ہیں چمن کو چھانٹنا، اور ظاہر ہے کہ ایک مرتبہ چھانٹنا کافی نہیں ہوتا ہے، بلکہ اس کی برقراری کے لئے تسلسل ضروری ہوتا ہے، اسی طرح تصوف میں بھی اعمال اور اخلاق پر نظر اور اس کی مستقل اصلاح ضروری ہوتی ہے۔

صوفیاء کہتے ہیں کہ تصوف کا اصل موضوع علمِ قرب ہے۔ علما بھی اور حالا بھی۔ علم میں جاننا ہوتا ہے اور حال میں تہذیب ہوتی ہے، اور حال کا تعلق عمل سے ہوتا ہے، اور حال اسی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ چونکہ تہذیب کا مقصود علمِ قرب حالا ہے، اور تہذیب کے ذریعہ ہی علم قرب حاصل ہوتا ہے اسی لئے تہذیب اخلاق کو تصوف کا موضوع کہا جاتا ہے۔

غرض وغایت:

وَغَایَتُہٗ نَیلُ السَّعَادَۃِ الاَبَدِیَّۃِ (قرآن اور تصوف: ۱۱)

تصوف کا مقصود ابدی سعادت کو حاصل کرنا ہے، یعنی حق تعالیٰ کو راضی کرنا۔

اور حق تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے شریعت کے احکام پر چلنے سے، ان احکام میں بعض ظاہر سے متعلق ہیں، جیسے نماز، روزہ، زکوۃ، حج، نکاح، طلاق، سلام، کلام، بعام، منام، قیام، قعود، مہمانی، میزبانی، قسم، کفارہ، بیع، ہبہ، میراث اور وصیت وغیرہ، ان کو علم فقہ کہتے ہیں۔

اور بعض احکام باطن سے متعلق ہیں، جیسے اخلاص، تواضع، رضا، صبر، شکر، حرص نہ کرنا، عبادت میں دل کا حاضر رکھنا، کسی کو حقیر نہ سمجھنا۔ خود پسندی، نہ ہونا، غصہ کو ضبط کرنا وغیرہ۔ ان اخلاق کو سلوک کہتے ہیں۔ جیسے ظاہری احکام پر عمل کرنا ضروری ہے اسی طرح باطنی احکام پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔

تصوف نہ سیکھنے کا نقصان:

کیونکہ ان باطنی خرابیوں کی وجہ سے اکثر ظاہری اعمال میں بھی خرابی آجاتی ہے۔ جیسے حق تعالیٰ سے محبت میں کمی کی وجہ سے نماز میں سستی ہوتی ہے، یا جلدی جلدی نماز پڑھ لی جاتی ہے۔ یا بخل کی وجہ سے زکٰوۃ اور حج کی ہمت نہیں ہوتی، یا کبر اور غصہ کی وجہ سے دوسروں پر ظلم کیا جاتا ہے، حقوق تلفی کی جاتی ہے، اور اگر ان ظاہری اعمال میں احتیاط کر بھی لی جائے تب بھی جب تک نفس کی اصلاح نہیں ہوتی تب تک ان میں پائیداری پیدا نہیں ہوتی۔

اس لئے نفس کی اور اندرونی خرابیوں کی اصلاح ان تین وجوہات کی وجہ سے ضروری ہے کہ اگر اندروں میں گڑبڑ اور خرابی ہو تو بیرونی اعمال اس کی وجہ سے متاثر ہوتے ہیں، اور ان کی ادائیگی یا تو ہوتی ہی نہیں، یا ہوتی ہے لیکن صحیح نہیں ہوتی، یا صحیح ہوتی ہے لیکن دیرپا نہیں ہوتی۔

کیا تصوف بدعت ہے؟

چونکہ عہدِ نبوی اور عہدِ صحابہ میں اس فن کا مستقل وجود نہیں تھا، اور صوفیا اور تصوف کی اصطلاحات نئی تھیں اس لئے بعض لوگ اس کو بدعت سمجھتے ہیں، اگرچہ لفظاً ان کو بدعت کہا جاسکتا ہے، لیکن حقیقۃً نہیں، محض اس وجہ سے کہ اس فن کی ابتداء اور تدوین چونکہ بعد میں ہوئی اس کو بدعت کہنا اور قرآن و سنت کے خلاف کہنا درست نہیں ہے، کیونکہ باضابطہ فن کی شکل میں اور علمی اصلاحات کے ساتھ اگرچہ یہ فن بعد میں مدون کیا گیا، لیکن علمی اور عملی اعتبار سے اس کی حقیقت اور شکل تو دورِ نبوت سے ہے، بلکہ یہ تو عین قرآن و سنت کی تعلیمات ہیں، اور تصوف کی حقیقت بس اتنی ہی ہے کہ جیسا کہ آپ نے تعریفات سے جان لیا ہوگا کہ تصوف نام ہے دراصل اطاعتِ خدا اور سول کا، اس لئے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس کو قرآن و سنت سے علاحدہ کہا جائے۔ یا بدعت کا نام دیا جائے۔

اس کی مثال ایسی ہے، جیسے علمِ نحو، علمِ صرف اور علمِ ادب، علمِ حدیث، علم اصولِ حدیث، علمِ تفسیر، علمِ اصولِ تفسیر وغیرہ، اگرچہ کہ یہ علوم اور فنون اور ان کی اصطلاحات باضابطہ دورِ نبوت میں نہیں تھیں، بعد میں ضرورتاً لوگوں کے احوال بدلنے کی وجہ سے علوم کو مدون کرنے اور کتابوں کے لکھنے اور مدارس کے قائم کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی، چنانچہ علماء اور فقہاء نے ان کو مدون کیا، مدارس قائم کئے گئے، باضابطہ تعلیم اور تدریس کا سلسلہ شروع کیا گیا، ظاہر ہے کہ اس طرح کی شکلیں باضابطہ زمانۂ نبوت میں تو نہیں تھیں، لیکن ان کا وجود تو دورِ نبوت سے تھا، تو جیسے یہ چیزیں بعد میں مرتب کرنے سے بدعت نہیں کہلائیں، بلکہ ہر مدرسہ میں یہ ساری چیزیں پڑھائی جاتی ہیں، اور ہر مکتبۂ فکر کے لوگ اس کو مانتے ہیں تو اسی طرح علم تصوف میں بھی لوگوں کے اخلاق اور ان ظاہری اور باطنی خرابیوں کے سبب اولیاء اللہ نے اس کی ضرورت محسوس کی تو اس موضوع سے متعلق کام کرنا شروع کیا، اس فن کو مدون کیا، اس کی اصطلاحات قائم کیں، اس سے متعلق کتابیں

لکھیں، اور لوگوں کی تربیت کے لئے خانقاہوں کا قیام عمل میں لایا، تو جس طرح دیگر علوم اور ان کی تدوین وغیرہ کو بدعت نہیں کہا جاتا اسی طرح اس کو بھی بدعت اور قرآن و سنت کے خلاف نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ اس کی حقیقت بدعت نہیں ہے، قرآن پاک کی اصطلاح میں اس کا نام اخلاص اور حدیث کی رو سے اس کو احسان اور تقویٰ کہتے ہیں، اصطلاحات دراصل افہام و تفہیم اور سہولت کی خاطر اختیار کی جاتی ہیں۔ اور اہل اصول کا متفقہ مذہب ہے لا مشاحۃ فی الاصطلاح۔ اس لئے جیسے دوسرے علوم پر اعتراض نہیں ہوتے اسی طرح علمِ تصوف پر بھی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔

ہاں یہ بات ضرور ہے کہ جس طرح دوسرے فنون میں کچھ اور چیزیں شامل ہو گئیں، مثلاً فقہ کے لئے اصول فقہ تیار کیا گیا، اور قیاس نے ایک فنی صورت اختیار کرلی، علمِ کلام و عقائد میں فلسفہ داخل ہو گیا، اور منطقی و فلسفی دلائل کا شیوع ہوا، اسی طرح اس علم میں بھی بعض باتیں ضرورت، مشاہدہ، تجربات اور دیگر بنیادوں پر شامل ہو گئیں، جو بطور تدبیر کے ہیں، ان کو ماننے اور ان سے استفادہ میں کوئی حرج نہیں، بلکہ فائدہ ہی ہے، اگر کوئی ان سے احتیاط کرے تب بھی کوئی حرج نہیں، مگر اس کی وجہ سے اصل فن پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

شریعت، طریقت حقیقت اور معرفت میں ربطِ باہمی کی ایک مثال:

حضرت صوفی صاحبؒ فرماتے تھے کہ شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کی مثال دودھ، دہی، مسکہ اور گھی کی طرح ہے۔

دودھ	دہی	مسکہ	گھی
شریعت	طریقت	حقیقت	معرفت

جہاں دودھ نہیں وہاں نہ دہی ہے، نہ مسکہ اور نہ گھی، اسی طرح جہاں شریعت نہیں وہاں نہ طریقت ہے، نہ حقیقت ہے اور نہ معرفت۔

علم تصوف کا حکم:

جس طرح ہر مرد و عورت پر اپنے اپنے حالات و مشاغل کی حد تک ان کے فقہی مسائل

جاننا فرض ہے اور پورے فقہ کے مسائل میں بصیرت ومہارت پیدا کرنا سب پر فرض نہیں بلکہ فرضِ کفایہ ہے، اسی طرح جو اخلاق حمیدہ کسی میں موجود نہیں انہیں حاصل کرنا اور جو رذائل اس کے نفس میں چھپے ہوئے ہیں ان سے بچنا تصوف کے جتنے علم پر موقوف ہے اس کا حاصل کرنا فرضِ عین ہے۔ اور پورے علم تصوف میں مہارت اور بصیرت پیدا کرنا کہ جس سے دوسروں کی تربیت بھی کر سکے یہ فرضِ کفایہ ہے۔ (ردالمحتار: ۱/۴۳۔ امداد الاحکام: ۴۷)

حضرت تھانویؒ سے سوال کیا گیا کہ کیا تصوف حاصل کرنا فرض ہے؟ فرمایا کہ ہاں ہر مسلمان کے لئے فرض ہے کیونکہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُو اتَّقُو االلّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ (آلِ عمران: ۱۰۲)

اللہ سے ڈرو جیسا کہ حق ہے اس سے ڈرنے کا، اس کا دوسرا اصطلاحی نام تصوف ہے، صیغہ امر کا ہے جس سے وجوب ثابت ہوتا ہے۔ لیکن کتنا سیکھنا ہے؟ اس کی تفصیل اوپر آچکی ہے۔

چونکہ اس علم کا تعلق مشق سے زیادہ ہے، اس لئے اس کے لئے ایسے کاملین کی ضرورت ہوتی ہے جو اپنے اعتقادات، اعمال، آداب اور اخلاق کے اعتبار سے اسوۂ نبوی ہوں، جن کا سلسلۂ صحبت نبی کریم ﷺ کی پاک صحبت تک پہنچتا ہو، جس کا اصطلاحی نام شجرہ ہے۔

سلوک کے چاروں سلاسل اور ان کا امتیازی وصف

تصوف میں سلاسل بہت ہیں، ان میں چار سلسلوں کو اللہ تعالیٰ نے شہرت بخشی، اور ان کے فیضان کو عام فرمایا۔ قادریہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی طرف منسوب ہے، سہروردیہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی طرف منسوب ہے۔ چشتیہ حضرت شیخ معین الدین چشتیؒ کی طرف منسوب ہے۔ نقشبندیہ حضرت شیخ بہاء الدین نقشبندیؒ کی طرف منسوب ہے۔

قادریہ میں تفکر یعنی سوچنے کا عمل زیادہ ہے۔ اس کو فکری مجاہدہ بھی کہتے ہیں، یہ سلوک سلوکِ علمی ہے۔ اس میں توحید کا غلبہ ہوتا ہے۔ چشتیہ میں عشق و محبت غالب ہوتی ہے۔ نقشبندیہ میں سنتوں کا غلبہ ہوتا ہے، سہروردیہ میں دنیا سے بیزاری کا غلبہ ہوتا ہے۔

ان چاروں سلاسل کا مقصد ایک ہے، یعنی تہذیبِ اخلاق، اور اخلاق حمیدہ میں کمال پیدا کیا جائے، اور اسکے ذریعہ رضاءِ الٰہی کو حاصل کیا جائے، لیکن سب کے طریقے الگ ہیں۔

روحانی سلسلوں سے نسبت از حضرت صوفی غلام محمد صاحبؒ

حضرت صوفی صاحبؒ جامع السلاسل ہیں، اور چاروں سلاسل کی نسبت آپ کو حاصل ہے، اس لئے آپ نے بطور تحدیثِ نعمت ان چاروں سلاسل کی نسبت اور ان کی خصوصیات کو ایک نظم میں یوں بیان کیا ہے۔

روح اپنی معدنِ انوار ہے — قلب اپنا علم سے سرشار ہے
فضل حق سے قادری ہوں اس لئے — ہاتھ میں توحید کی تلوار ہے
شکر مولیٰ ہے کہ میں چشتی بھی ہوں — دل میں الفت اور زباں پر پیار ہے
نقشبندی ہوں بفیضِ مصطفیٰ — اس لئے سب سنتوں سے پیار ہے
اور بفضلِ رب سہروردی بھی ہوں — اس لئے دنیا سے دل بیزار ہے
ہوں کمالیہ بفیضِ اولیاء — آنکھ میں موجود کا دیدار ہے
اور حسنی اور حسینی بھی ہوں — دل مرا قرآن سے سرشار ہے
نسبتیں حاصل بہت سی ہیں غلام — زندگی گلزار ہے گلزار ہے۔

شجرۂ تھانویہ

سلسلۂ مسیح اللّٰہی، چشتیہ، اشرفیہ، امدادیہ، صابریہ

الحمد للہ الذی اختار من عبادہ بخدمۃِ الفقراء و جعلھم من جملۃ الاحباء و الاصفیاء و شرفھم علی الفضلاء و الصلاۃ و السلام علی سیدنا و حبیبنا محمد و الہ او صحابہ الکرام الی یوم الدین یوم یظھر الحق و الیقین اما بعد! فھذہ سلسلتی من مشائخی فی الطریقۃ الچشتیۃ الاشرفیۃ، الامدادیۃ، الصابریۃ، رضوان اللہ علیھم اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین۔

(سالکین اس شجرہ کو مناجات مقبول کے ساتھ شامل کر کے پڑھیں، چاہے پابندی کے ساتھ ہو یا کبھی کبھی)

حمد ہے سب تیری ذاتِ کبریا کے واسطے — اور درود و نعت ختم الانبیاء کے واسطے
فضل کر ہم پر الٰہی مجتبیٰ کے واسطے

دربدر پھرتی ہے خلقت التجا کے واسطے — آسرا تیرا ہے پر، مجھ بے نوا کے واسطے
رحم کر مجھ پر الٰہی اولیا کے واسطے

ان بزرگوں کو شفیع لایا ہوں میں ہو کر ملول — کیجیو یہ عرض میری انکی جانب سے قبول
ہاتھ اٹھاؤں جب تیرے آگے دعا کے واسطے

نورِ حق سے یاالٰہی دل مرا معمور کر — قرب کی نعمت عطا کر اور مجھے مسرور کر
حضرت تنویر احمد پُر ضیا کے واسطے

بخش دے تمکین مجھ کو اور تلون سے بچا — جلوۂ اقدس سے میرے قلب کو دے جگمگا
شاہ مسیح اللہ ولی باصفا کے واسطے

کر مجھے علم و عمل سے اے خدا آراستہ — بابِ عرفاں کا کشادہ ہووے مجھ پر راستہ
حضرت اشرف علی شمس الہدیٰ کے واسطے

دین و دنیا میں نہ کھاؤں ٹھوکریں اے کبریا   عاجز و مسکین ہوں طالب تیری امداد کا
حاجی امداد اللہ پارسا کے واسطے

پاک کر ظلمات عصیاں سے الٰہی دل مرا   کر منور نورِ عرفاں سے الٰہی دل مرا
حضرت نور محمد پر ضیا کے واسطے

ایسے مرنے پر کروں قربان یارب لاکھ عید   اپنی تیغِ عشق سے کر لے اگر مجھ کو شہید
حاجی عبد الرحیم اہل غزا کے واسطے

کر وہ پیدا دردِ غم میرے دلِ اُفگار میں   بار پاؤں جس سے اے باری تیرے دربار میں
شیخ عبد الباری شہ بے ریا کے واسطے

شرک و عصیان و ضلالت سے بچا کر اے کریم   کر ہدایت مجھ کو اب راہ صراط مستقیم
شاہ عبد الہادی پیر ہدی کے واسطے

دین و دنیا کی طلب، عزت نہ سرداری مجھے   اپنے کوچہ کی عطا کر ذلت و خواری مجھے
شاہ عضد الدیں عزیز دوسرا کے واسطے

دے مجھے عشق محمد اور محمدیوں میں گن   ہو محمد ہی محمد ورد میرا رات دن
شہ محمد اور محمدی اتقیا کے واسطے

حب حق حب الٰہی حب مولیٰ حب رب   الغرض کر دے مجھے محو محبت سب کا سب
شہ محب اللہ شیخ باصفا کے واسطے

گرچہ میں غرقِ شقاوت ہوں سعادت سے بعید   پر توقع ہے کرے مجھ سے شقی کو تو سعید
بو سعید اسعد اہل وریٰ کے واسطے

قال ابتر حال ابتر سب مرے ابتر ہیں کام   لطف سے اپنے مرے کر ملکِ دیں کا انتظام
شہ نظام الدین بلخی مقتدا کے واسطے

ہے یہی بس دین میرا اور یہی سب ملک و مال   یعنی اپنے عشق میں کر مجھ کو باجاہ و جلال
شہ جلال الدیں جلیل اصفیا کے واسطے

حبِ دنیاوی سے کر کے پاک مجھ کو اے حبیب اپنے باغ قدس کی کر سیر تو میرے نصیب
عبد قدوس شہ صدق وصفا کے واسطے

کر معطر روح کو بوئے محمد سے مری اور منور چشم کر روئے محمد سے مری
اے خدا شیخ محمد رہنما کے واسطے

کر عطا راہ شریعت روح احمد سے مجھے اور دکھا نور حقیقت خوئے احمد سے مجھے
شیخ احمد عارف صاحب عطا کے واسطے

کھولدے راہ حقیقت قلب پر یا حق مرے کر تجلی حقیقت قلب پر یا حق مرے
احمد عبد الحق شہ ملک بقا کے واسطے

دین و دنیا کا نہیں درکار کچھ جاہ و جلال ایک ذرہ درد کا یا حق مرے دل میں تو ڈال
شہ جلال الدین کبیر الاولیا کے واسطے

ہے مکدر ظلمت عصیاں سے میرا شمس دیں کر منور نور سے عرفاں کے میرا شمس دیں
شیخ شمس الدین ترک شمس الضحیٰ کے واسطے

اے مرے اللہ رکھ ہر وقت ہر لیل و نہار عشق میں اپنے مجھے بے چین اور رکھ بے قرار
شیخ علاء الدین صابر با رضا کے واسطے

دے حلاوت مجھ کو با تمکینئ ایمان سے اور حلاوت بخش گنج شکر عرفان سے
شہ فرید الدین شکر گنج بقا کے واسطے

عشق کی رہ میں ہوئے جو اولیا اکثر شہید خنجرِ تسلیم سے اپنے مجھے بھی کر شہید
خواجہ قطب الدین مقتول ولا کے واسطے

بے ترے ہے نفس و شیطان درپئے ایمان و دین جلد ہو آکر مرا یا رب مددگار و معین
شہ معین الدین حبیب کبریا کے واسطے

یاالٰہی بخش ایسا بے خودی کا مجھ کو جام جس سے جز عشق نبی ہووے نہ مجھ کو اور کام
خواجہ عثمان باشرم وحیا کے واسطے

دور کر مجھ سے غم موت وحیات مستعار زندہ کر ذکر شریف حق سے اے پروردگار
شہ شریف زندنی بااتقیا کے واسطے

آتش شوق اس قدر دل میں میرے بھرائے ودود ہر بن مو سے مرے نکلے تری الفت ودود
خواجہ مودود چشتی پارسا کے واسطے

رحم کر مجھ پر اب چاہِ ضلالت سے نکال بخش عشق و معرفت کا مجھ کو یارب ملک ومال
شاہ بویوسف شہ شاہ و گدا کے واسطے

مست اور بے خود بنا بوئے محمد سے مجھے محترم کر خواری کوئے محمد سے مجھے
بو محمد محترم شاہِ ولا کے واسطے

صدقۂ احمد کے یہ ہے امید تیری ذات سے کہ بدل ڈالے مرے عصیاں کو تو حسنات سے
احمد ابدال چشتی پارسا کے واسطے

حد سے گزرا رنج فرقت اے مرے پروردگار کر مری شام خزاں کو وصل سے روز بہار
شیخ بو اسحاق شامی خوش ادا کے واسطے

شادی و غم سے دو عالم کے مجھے آزاد کر اپنے درد و غم سے یارب دل مرا آباد کر
خواجہ ممشاد علوی بو العلا کے واسطے

ہے مرے تو پاس ہر دم ایک میں اندھا ہوں پر بخش وہ نور بصیرت جس سے تو آوے نظر
بو ہبیرہ شاہ بصری پیشوا کے واسطے

عیش و عشرت سے دو عالم کے نہیں مطلب مجھے چشم گریا سینہ بریاں کر عطا یارب مجھے
شیخ حذیفہ مرعشی شاہ صفا کے واسطے

نے طلب شاہی کی نہ خواہش گدائی کی مجھے بخش اپنے در تلک طاقت رسائی کی مجھے
شیخ ابراہم ادہم بادشاہ کے واسطے

راہزن میرے ہیں دو قزاق باگرز گراں تو پہنچ فریاد کو میری یہاں اے مستعاں
شہ فضیل ابن عیاض اہل دعا کے واسطے

کردے میرے دل سے اے واحد دوئی کا حرف دور دل میں اور آنکھوں میں بھر دے سربسر وحدت کا نور
خواجہ عبد الواحد ابن زید شہ کے واسطے

کر عنایت مجھ کو توفیق حسن اے ذو المنن تاکہ ہوں سب کام میرے تیری رحمت سے حسن
شیخ حسن بصری امام اولیاء کے واسطے

دور کر دل سے حجاب جہل و غفلت میرے رب کھول دے دل میں درِ علم حقیقت میرے رب
ہادی عالم علی شیر خدا کے واسطے

کچھ نہیں مطلب ہے عالم کے گل و گلزار سے
کر مشرف مجھ کو تو دیدار پر انوار سے
سرور عالم محمد مصطفٰی کے واسطے

آپڑا در پر ترے میں ہر طرف سے ہو ملول
کر توان ناموں کی برکت سے دعا میری قبول
یاالٰہی اپنی ذات کبریا کے واسطے

ان بزرگوں کے تئیں یارب غرض ہر کار میں
کر شفاعت کا وسیلہ اپنے تو دربار میں
مجھ ذلیل و خوار مسکین و گدا کے واسطے

نے فقیری چاہتا ہوں نے امیری کی طلب
نے عبادت نے زہد نے خواہش علم وادب
دردِ دل پر چاہئے مجھ کو خدا کے واسطے

عقل و ہوش و فکر اور نعمائے دنیا بے شمار
کی عطا تو نے مجھے پر اب تو اے پروردگار
بخش وہ نعمت جو کام آوے سدا کے واسطے

گرچہ یہ ہدیہ میرا نا قابل منظور ہے
پر جو ہو مقبول کیا رحمت سے تیری دور ہے
کشتگان تیغ تسلیم و رضا کے واسطے

حد سے ابتر ہو گیا ہے حال مجھ ناشاد کا
کر مری امداد اللہ وقت ہے امداد کا
اپنے لطف و رحمت بے انتہا کے واسطے

این چند کلمات برائے سند واجازت فقیری و مریدی در سلسلۂ چشتیہ از رضا و رغبتِ خود

بمقام..........................

بتاریخ..........................

شاہ..

را تحریر نمودہ ام۔

خداوندا ایں فقیر را و تابعان ایں فقیر را بر جادہ شریعت غرہ مستحکم بدار دو در مشاہدہ توحید وجودی مدام و مستغرق بدار۔ (آمین)

محمد نوال الرحمٰن عفی عنہ

نوٹ: مرتب اس جگہ سالکین کے لئے ایک اہم نوٹ اور وضاحت ضروری سمجھتا ہے، وہ یہ ہے کہ اگر حقیقتاً دیکھا جائے تو مسیح اللٰہی سلسلہ میں حضرت والد دامت برکاتھم کو براہِ راست حضرت مسیح الامت کی جانب سے اجازت حاصل ہے، اس کا واقعہ تفصیلاً حضرت نے ذکر فرمایا تھا کہ ایک مرتبہ آپ مسیح الامت کی خدمت میں حاضر تھے، حضرت مسیح الامت نے فرمایا کہ میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ آپ کو خلافت دوں، لیکن آپ مجھے یہ بتائیے کہ کیا آپ محسوس کرتے ہیں کہ آپ کے اخلاقِ رذیلہ نکل چکے ہیں، حضرت والد محترم نے فرمایا کہ حضرت میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ یہ میرے اندر سے نہیں نکلے ہیں، حضرت یہ سن کر چلے گئے، والد محترم کا قیام حضرت ہی کے پاس تھا، اس کے دو یا تین دن بعد پھر فرمایا کہ آپ میری طرف سے ایک سال تک اپنے اوپر خلیفہ ہو، جب رخصت ہونے لگے تو فرمایا کہ گھر جاکر خط لکھ دینا، حضرت والد گرامی حیدرآباد آگئے، اور خط لکھنے سے قبل ہی حضرت مسیح الامت کا وصال ہوگیا، چند دن بعد آپ نے خواب دیکھا کہ آپ دو پیالوں سے دودھ پی رہے ہیں، خواب کے دوسرے ہی دن حضرت ڈاکٹر تنویر صاحبؒ خلیفہ حضرت مسیح الامت حیدرآباد آئے، اور گھر کا پتہ معلوم کرکے خود گھر تشریف لائے، حضرت والد گرامی فرماتے ہیں کہ اس سے قبل حضرت ڈاکٹر تنویر صاحبؒ سے کبھی کوئی ملاقات یا تعارف نہیں تھا، حیدرآباد میں پہلی ملاقات ہوئی، اور تعارف حاصل ہوا، اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ غالباً پاکستان میں صوفی اقبال صاحبؒ کے خواب میں حضرت مسیح الامت آئے اور کہا کہ تنویر کو جلال آباد آنے کے لئے کہیے، ویزا لے کر ڈاکٹر تنویر صاحب جلال آباد پہنچے، وہاں کچھ مسائل تھے، غالباً ان کی اصلاح کی طرف اشارہ تھا، اس کے بعد والد گرامی نے ڈاکٹر صاحبؒ سے اپنا خواب سنایا اور اور تفصیلات ذکر کیں تو فرمایا کہ عموماً حضرت مسیح الامت کی اجازت و خلافت تحریراً ہوتی تھی، اور آپ کو بھی جو خط لکھنے کے لئے کہا تھا اس کا مقصد یہی تھا، آپ کی طرف سے خط نہیں آیا، اسی کے لئے میں آپ کے پاس آیا ہوں، اس کے بعد حضرت والد گرامی اور حضرت شاہ جمال الرحمن صاحب دامت برکاتہم نے بھی ڈاکٹر صاحب سے بیعت کی، دوسرے دن ڈاکٹر صاحبؒ نے بھی آپ دونوں کو اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ یہ تفصیلات مرتب نے خود براہِ راست حضرت سے سنی تھیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح الامت کی جانب سے بھی آپ کو براہِ راست اجازت حاصل تھی، لیکن چونکہ علی الاطلاق اجازت کا حضرت مسیح الامت نے ذکر نہیں کیا تھا اس لئے والد محترم بھی حضرت مسیح الامت کی جانب نسبت کرنے میں احتیاط فرماتے ہیں۔

شجرہ حضرت صوفی غلام محمد صاحب قدس سرہ

سلسلۂ قادریہ نقشبندیہ سہروردیہ

الحمد للہ الذی اختار من عبادہ بخدمۃِ الفقراء و جعلھم من جملۃ الاحباء و الاصفیاء و شرفھم علی الفضلاء و الصلاۃ و السلام علی سیدنا و حبیبنا محمد و الہ او صحابہ الکرام الی یوم الدین یوم یظھر الحق و الیقین اما بعد! فھذہ سلسلتی من مشائخی فی الطریقۃ القادریۃ النقشبندیۃ السھروردیۃ رضوان اللہ علیھم اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین۔

۱) خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی من جانب رب الجلیل ورب العزۃ العرش العظیم، جل جلالہ و عم نوالہ، عظیم الشان، قدیم الذات حضرت سید الکونین، رسول رب العالمین، خواجۂ ہر دو سرا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ رارسید۔

۲) بعدازیں خرقۂ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت امام الاولیاء علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ رارسید

۳) حضرت امام حسینؓ رارسید

۴) حضرت امام زین العابدینؓ رارسید

۵) حضرت امام محمد باقرؒ رارسید

۶) حضرت امام جعفرِ صادقؒ رارسید

۷) حضرت امام موسیٰ کاظمؒ رارسید

۸) حضرت امام علی موسی رضاؒ رارسید

۹) حضرت معروف کرخیؒ رارسید

۱۰) حضرت ابوالحسن سری سقطیؒ رارسید

۱۱) حضرت جنید بغدادیؒ رارسید

۱۲) حضرت ابو بکر شبلیؒ رارسید

۱۳) حضرت عبدالعزیز تمیمیؒ رارسید

۱۴)حضرت ابوالفضل عبدالواحد تمیمیؒ — رار سید

۱۵)حضرت ابوالفرح طرطوسیؒ — رار سید

۱۶)حضرت ابوالحسن قریشیؒ — رار سید

۱۷)حضرت شیخ ابوسعید مخزومیؒ — رار سید

۱۸)حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ (القادری) — رار سید

۱۹)حضرت سید عبدالرزاقؒ — رار سید

۲۰)حضرت سید شرف الدین قتالؒ — رار سید

۲۱)حضرت سید عبدالوہابؒ — رار سید

۲۲)حضرت سید بہاؤالدینؒ (النقشبندی) — رار سید

۲۳)حضرت سید عقیلؒ — رار سید

۲۴)حضرت شمس الدین سنجریؒ — رار سید

۲۵)حضرت سید گدار حمٰن ابوالحسنؒ — رار سید

۲۶)حضرت سید شمس الدین عارفؒ — رار سید

۲۷)حضرت سید گدار حمٰنؒ — رار سید

۲۸)حضرت شاہ کمال الدینؒ — رار سید

۲۹)حضرت شیخ عبدالاحدؒ — رار سید

۳۰)حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانیؒ — رار سید

۳۱)حضرت سید آدم بنوریؒ — رار سید

۳۲)حضرت سید عبداللہؒ — رار سید

۳۳)حضرت مولانا شاہ عبدالرحیمؒ — رار سید

۳۴)حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ — رار سید

۳۵)حضرت شاہ عبدالعزیز محدثؒ — رار سید

۳۶)حضرت شاہ سید احمد صاحبؒ — رار سید

۳۷)حضرت سید محمد علی مصطفیٰ آبادیؒ — رار سید

۳۸)حضرت محمد عالم خان فاروقیؒ رار سید
۳۹)حضرت محمد اسماعیل ویلوریؒ رار سید
۴۰)حضرت حیدر حسین آبادیؒ رار سید
۴۱)حضرت سید سلطان محمود اللہ شاہ حسینیؒ رار سید
۴۲)حضرت کمال اللہ شاہؒ رار سید
۴۳)حضرت شاہ محمد حسینؒ رار سید
۴۴)حضرت شاہ سید حسنؒ رار سید
۴۵)حضرت شاہ غلام محمدؒ رار سید
۴۶)احقر العباد محمد نوال الرحمٰن عفی عنہ رار سید

اللھم تقبل منا بحرمة هذه الاسماء و بحرمة النبی ﷺ و اٰله و اصحابه
و سلم تسليما كثيرا كثيرا برحمتك يا ارحم الراحمين۔

این چند کلمات برائے سند و اجازت فقیری و مریدی در سلسلۂ قادریہ و نقشبندیہ و سہروردیہ از رضا و رغبت خود بمقام مدرسہ الکوثر محبوب نگر، شاہ محمد نوال الرحمٰن قادری، نقشبندی، سہروردی را تحریر نمودہ ام۔ خداوندا ایں فقیر را و تابعان ایں فقیر را بر جادہ شریعت غرہ مستحکم بدارد و در مشاہدہ توحید وجودی مدام و مستغرق بدار۔ (آمین، ثم آمین یارب العالمین)

این چند کلمات برائے سند و اجازت فقیری و مریدی در سلسلۂ قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، از رضا و رغبت خود

بمقام..
بتاریخ..
شاہ..
را تحریر نمودہ ام۔

خداوندا ایں فقیر را و تابعان ایں فقیر را بر جادہ شریعت غرہ مستحکم بدارد و در مشاہدہ توحید وجودی مدام و مستغرق بدار۔ (آمین، یارب العالمین)

محمد نوال الرحمٰن عفی عنہ

شجرہ حضرت صوفی غلام محمد صاحب قدس سرہ

سلسلۂ عالیہ چشتیہؒ

الحمد للہ الذی اختار من عبادہ بخدمةِ الفقراء و جعلھم من جملة الاحباء و الاصفیاء و شرفھم علی الفضلاء و الصلاۃ و السلام علی سیدنا و حبیبنا محمد و الہ او صحابہ الکرام الی یوم الدین یوم یظھر الحق و الیقین اما بعد! فھذہ سلسلتی من مشائخی فی الطریقة الچشتیة رضوان اللہ علیھم اجمعین بر حمتک یاارحم الراحمین۔

۱۔ خرقۂ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی من جانب رب الجلیل ورب العزة العرش العظیم، جل جلالہ و عم نوالہ، عظیم الشان، قدیم الذات حضرت سید الکونین، رسول رب العالمین، خواجہ ہر دو سرا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ رارسید۔

۲۔ بعد ازیں خرقۂ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی مدینة العلوم والمطالب، امام المشارق والمغارب، امام الاشجعین،

حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ رارسید

۳) حضرت ابوالنضر حسن البصری الانصاریؒ رارسید

۴) حضرت ابوالفضل عبدالواحد بن زیدؒ رارسید

۵) حضرت خواجہ ابوالفیض فضیل ابن عیاضؒ رارسید

۶) حضرت ولی کامل سلطان ابراہیم ادھم بلخیؒ رارسید

۷) حضرت خواجہ سید الدین حذیفہ المرعشیؒ رارسید

۸) حضرت خواجہ امین الدین ابی ہبیرہ البصریؒ رارسید

۹) حضرت خواجہ ابراہیم ممشاد علوی دینوریؒ رارسید

۱۰) حضرت خواجہ خواجگان ابی اسحاق شامیؒ رارسید

۱۱) حضرت خواجہ قدرت الدین ابواحمد فرسنافة الچشتیؒ رارسید

۱۲) حضرت ناصر الدین محمد ابن احمد چشتیؒ	رار سید
۱۳) حضرت خواجہ ناصر الحق والدین ابویوسفؒ	رار سید
۱۴) حضرت خواجہ قطب الحق والدین مودود چشتیؒ	رار سید
۱۵) حضرت خواجہ مخدوم شریف حاجی زندانیؒ	رار سید
۱۶) حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ	رار سید
۱۷) حضرت خواجۂ خواجگان سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتیؒ	رار سید
۱۸) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشیؒ	رار سید
۱۹) حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر راجھودنیؒ	رار سید
۲۰) حضرت خواجہ سلطان العارفین نظام الدین محمد ابن احمد بدایونی بخاریؒ	رار سید
۲۱) حضرت نصیر الدین چراغ محمود دہلوی اودہی چشتیؒ	رار سید
۲۲) حضرت خواجہ ابوالفتح ولی الاکبر الصادق سید محمد حسینی الملقب بگیسو درازؒ	رار سید
۲۳) حضرت خواجہ شاہ جمال الدین مغربیؒ	رار سید
۲۴) حضرت شاہ کمال الدین واجد الاسرار بیابانیؒ	رار سید
۲۵) حضرت خواجہ سید شاہ میراں جی شمس العشاقؒ	رار سید
۲۶) حضرت خواجہ سید برہان الدین محبوب سبحانی بیجاپوریؒ	رار سید
۲۷) حضرت خواجہ حاجی اسحاق چشتیؒ	رار سید
۲۸) حضرت خواجہ راجی محمد چشتیؒ	رار سید
۲۹) حضرت خواجہ جنید ثانی چشتیؒ	رار سید
۳۰) حضرت خواجہ شاہ ہدایت اللہؒ	رار سید
۳۱) حضرت خواجہ سید کمال الدین بخاریؒ	رار سید
۳۲) حضرت خواجہ سید جمال الدین چشتیؒ	رار سید
۳۳) حضرت خواجہ سید محمد الملقب بہ شاہ میرؒ	رار سید
۳۴) حضرت خواجہ سید کمال الدین شمع خاندانِ چشتیؒ	رار سید
۳۵) حضرت خواجہ سید علاء الدینؒ	رار سید

۳۶)حضرت خواجہ سید برہان الدینؒ رار سید

۳۷)حضرت خواجہ سید سلطان محمود اللہ حسینی الملقب بہ شاہ جی میاں رار سید

۳۸)حضرت محمد کمال اللہ شاہؒ رار سید

۳۹)حضرت شاہ محمد حسینؒ رار سید

۴۰)حضرت شاہ سید حسنؒ رار سید

۴۱)حضرت شاہ صوفی غلام محمدؒ رار سید

۴۲)احقر العباد محمد نوال الرحمٰن عفی عنہ رار سید

اللھم تقبل منا بحرمۃ ھذہ الاسماء و بحرمۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اٰلہ و اصحابہ و سلم تسلیما کثیرا کثیرا

برحمتک یاارحم الراحمین۔

این چند کلمات برائے سند واجازت فقیری و مریدی در سلسلۂ چشتیہ از رضا ورغبت خود بمقام مدرسہ الکوثر محبوب نگر، شاہ محمد نوال الرحمٰن قادری چشتی نقشبندی سہروردی راتحریر نمودہ ام۔ خداونداایں فقیر راوتابعان ایں فقیر رابر جادہ شریعت غرہ مستحکم بداردودر مشاہدہ توحید وجودی مدام ومستغرق بدار۔(آمین، یارب العالمین)

(حضرت صوفی غلام محمد صاحبؒ)

این چند کلمات برائے سند واجازت فقیری و مریدی در سلسلۂ چشتیہ از رضا ورغبت خود

بمقام...

بتاریخ..

شاہ...

راتحریر نمودہ ام۔

خداونداایں فقیر راوتابعان ایں فقیر رابر جادہ شریعت غرہ مستحکم بداردودر مشاہدہ توحید وجودی مدام و مستغرق بدار۔(آمین، یارب العالمین)

محمد نوال الرحمٰن عفی عنہ

تیسری فصل

ہدایات برائے مریدین و معتقدین

مرتبہ:

سلسلۂ قادریہ چشتیہ کمالیہ کے چشم و چراغ عارف باللہ

حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحبؒ

باسمہ تعالیٰ

(۱) کلمۂ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے دو اہم اجزاء الوہیت الٰہیہ اور رسالتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اچھی طرح سمجھ لیجئے۔

(۲) اکل حلال، صدقِ مقال کو اپنا اصول بنا لیجئے۔

(۳) نماز پنج وقتہ باجماعت کی عادت ڈالیں اور بلا عذر تارکِ جماعت نہ بنیں۔ اشراق ۴ رکعت، چاشت ۸ رکعت، اوابین ۶ رکعت، تہجد ۱۲ رکعت کو مقدور بھر ادا کیجئے۔

(۴) استعاسنت کے طریقوں یعنی دعا، توبہ، توکل، صبر، شکر کو اپنا خصوصی حال بنا لیجئے۔

(۵) فرض روزوں کے علاوہ ہر ماہ ۱۳، ۱۴، ۱۵، عید الفطر کے بعد شوال کے چھ روزے، ذی الحجہ کے ۹ روزے، بالخصوص عرفہ کا روزہ، ۹، ۱۰ محرم، یا ۱۰، ۱۱، محرم، ۱۵ شعبان، اور ہر پیر و جمعرات کو روزے رکھنے کا اہتمام کریں۔

(۶) کھانے، پینے، سونے جاگنے، تجارت وزراعت، شادی، غمی، پیدائش و جنازہ زندگی کے ہر شعبہ میں سنتوں میں غرق رہیے۔

(۷) کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور صحبتِ اہل اللہ کے ذریعہ تعلق مع اللہ کو مضبوط کیجئے۔

(۸) روزانہ قرآن پاک کا ایک پارہ، سورۂ مزمل، اگر فرصت ہو تو بعد نماز فجر سورۂ یسین، بعد نمازِ ظہر سورۂ فتح، بعد نماز عصر سورۂ نباء، بعد نماز مغرب سورۂ واقعہ بعد نماز عشاء سورۂ ملک اور سورۂ الم سجدہ پڑھ لیا کریں، اور جمعہ کو سوۂ کہف پڑھ لیا کریں۔

(۹) ہر نماز کے بعد اگر آیۃ الکرسی یاد ہو تو اس کو پڑھ کر تسبیح فاطمہ کی ایک ایک تسبیح پڑھا کریں، یعنی ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ، ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کریں۔ یا بشرطِ فرصت ظہر، عصر، مغرب اور عشا میں بعد آیۃ الکرسی تیسرا کلمہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کی ایک تسبیح پڑھ لیا کریں۔

(۱۰) روزانہ مناجات مقبول اور دلائل الخیرات کی ایک ایک منزل پڑھنے کا اہتمام کیجیے۔

(۱۱) اللہ کے خالق و مالک ہونے کا استحضار، فعالِ مطلق ہونے کا شعور اور صفاتِ کمالیہ سے متصف ہونے کا یقین رکھئے۔

(۱۲) مولانا محمد حسینؒ ناظم ونپرتی کا رسالہ کلمۂ طیبہ حرزِ جان بنالیجئے۔

(۱۳) مولانا زکریاؒ کی کتابوں کا مطالعہ کیجئے اور تبلیغی جد وجہد میں لگے رہئے، ڈاکٹر میر ولی الدینؒ کی کتابیں پڑھئے، بالخصوص قرآن و تصوف، قرآن اور تعمیر سیرت وغیرہ۔

(۱۴) استغفار اور درود شریف طاق عدد میں پڑھ کر ۱۲ تسبیح کا ذکر کیجئے۔

نور میں ڈوب کر جس طرح مچھلی پانی میں !

لا الٰہ الا اللہ ۲۰۰ مرتبہ (غیر اللہ کے خالق و مالک ہونے کی نفی کرتے ہوئے) اس کو نفی اثبات بھی کہتے ہیں۔

الا اللہ ۴۰۰ مرتبہ (اللہ ہی کے فاعلِ حقیقی اور حاکم ہونے کا تصور رکھ کر)

اللہ اللہ ۶۰۰ مرتبہ (اللہ ہی کے موصوف بہ صفاتِ کمال ہونے کے شعور کے ساتھ)

اللہ ۱۰۰ مرتبہ (اللہ ہی کے موجود بالذات ہونے کو سمجھ کر)

یا حی یا قیوم ۱۰۰ مرتبہ (حق تعالیٰ کی وجودی تجلیات کے ساتھ)

ہر سو پر کلمہ مکمل پڑھے، درود پڑھیے پھر دعا کیجیے۔

بالخصوص یہ دعا پڑھیے:

اللھم نور قلبی بنور معرفتک و حرق قلبی بنار عشقک، اللھم اجعلنا نورا و نورانیا، اللھم اعطنا سعادۃ الدارین و حسن الخاتمۃ، اللھم اجعلنا مستجاب الدعوات، و صلی اللہ علی النبی الامی و علی عترتہ بعدد کل معلوم لک برحمتک یا ارحم الراحمین۔

اگر فرصت نہ ہو تو صرف پانچ منٹ روزانہ کوئی وقت مقرر کرکے ذکر اثبات و نفی اس طرح کہ چند بار لا الٰہ الا اللہ کا ورد کرکے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملاتے رہیں، یا صرف پانچ منٹ ذکر اسم ذات اللہ اللہ کرلیا کریں۔

نوٹ: تفصیلی تفہیم اور عرفانی حقائق اور حصول فیض کے لئے بزرگوں سے ربط رکھئے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ آمین۔

(۱۵) اگر نمازیں قضا ہو چکی ہوں تو اس کی ادائیگی کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ہر وقتی نماز کے ساتھ جماعت سے قبل یا اس کے بعد اس نماز کی قضا کے صرف فرض ادا کرلیں، اور عشا میں وتر بھی ادا کریں، اور فرصت اور ہمت ہو تو ایک وقت میں یا ایک دن میں کئی نمازیں بھی ادا کر سکتے ہیں۔

(۱۶) کسی کا مالی حق اپنے ذمہ ہو تو اس کو ادا کریں، یا معافی مانگ لیں۔

(۱۷) آنکھ، کان، زبان کی پوری نگرانی کریں، اور حرام اور مشتبہ مال سے پوری احتیاط کریں، وضع قطع، لباس، شکل، صورت، سنت کے مطابق رکھیں، شادی، غمی کے موقعہ پر جملہ رسومات و بدعات اور خلاف شرع باتوں؛ گانا بجانا، ڈھول باجہ، گیت، نیوتہ اور دکھاوا وغیرہ سے مکمل اجتناب کریں۔ ہر معاملہ میں ناجائز اور محرمات طریق سے بچیں، اور اس کا پورا خیال رکھیں کہ کسی کو اپنے ہاتھ یا زبان سے مالی، قلبی اور جسمانی تکلیف اور رنج اور نقصان نہ پہنچے، کسی کی دل شکنی نہ ہو، اختلاط سے گریز کریں، بضرورت ملیں، اور کلام سے بھی بدون ضرورت شدیدہ پوری احتیاط کریں۔ غرض کہ پوری زندگی سنت کے مطابق گزارنے کی کوشش کرتے رہیں۔

(۱۸) چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے کلمۂ طیبہ کا ورد رکھیں، اس طرح کہ لاالہ الا اللہ پڑھتے رہیں، پانچ مرتبہ کہنے کے بعد یا سانس ٹوٹنے پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملا لیا کریں۔

(۱۹) روزانہ درودِ شریف کا اہتمام کریں، اوسطاً پانچ سو مرتبہ پڑھ لیا کریں۔

(۲۰) بعد عشاء سوتے وقت محاسبہ و مراقبۂ موت کیا کریں۔

محاسبہ یہ ہے کہ صبح اٹھنے کے وقت سے شب کو سونے کے وقت تک اپنے اعمال کو سوچیں، عبادات و طاعات پر شکر اور مزید توفیق طلب کریں، اور اپنی کوتاہی اور نامناسب باتوں پر ندامت و استغفار کریں۔

مراقبۂ موت یہ ہے کہ نزع کی حالت اور قبر میں سوال جواب، میدان حشر، و حساب و کتاب، حق تعالی کے سامنے پیشی اور جوابدہ ہونا اور پل صراط پر سے گزرنے کو سوچیں، اور عہد کریں کہ آئندہ کسی معصیت کا ارتکاب نہیں کریں گے۔ پھر ایک تسبیح استغفار کی جو یاد ہو پڑھیں۔ یا یہ بھی پڑھ سکتے ہیں:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیمِ اسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیمِ الَّذِی لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

(۲۱) اپنے آپ کو سب سے کم تر جانیں، حتی کہ اپنی آنکھوں سے بھی کسی کو کیسا ہی برے سے برا کام کرتے ہوئے دیکھیں تب بھی اس کو حقیر نہ جانیں، اپنے کو اس سے اچھا نہ سمجھیں، بلکہ یہ ڈر اور خیال کریں کہ کیا عجب ہے کہ یہ شخص پختہ توبہ کرکے نہایت درجہ متقی اور پرہیز گار ہو جائے اور میں خدانہ کرے شیطان اور نفس کے بہکانے اور اغوا کرنے سے پھسل جاؤں، اور یہ طاعات و عبادات قائم نہ رہیں، نہ خاتمہ کا علم ہے، اس لئے کیا منہ ہے کہ اپنے کو کسی سے اچھا جانا جائے اور دوسرے کو حقیر سمجھا جائے۔

تنبیہ: یہ جزیعنی اپنے کو کم سمجھنا سلوک میں اول قدم ہے، بدوں اس کے راستہ نہیں کھلتا۔

(۲۲) کم عمر نابالغ بچوں سے زیادہ ملنے جلنے اور بے تکلف ہونے سے بچے، خصوصاً تنہائی کی حالت میں بالکل نہ ملے۔

(۲۳) حفاظت اوقات کا بہت زیادہ خیال رکھیں، لوگوں میں بیٹھنا، ادھر ادھر کی گپیں مارنا، مذہبی یا سیاسی بحث کرنا بہت مضر ہے، اس قسم کے تمام امور کی پوری طرح نگرانی کریں۔

(۲۴) جو کام یا ملازمت یا تجارت جو کچھ بھی کریں دیانت داری سے کریں، خصوصاً ملازمت پیشہ حضرات، دفتر کی اشیاء، کاغذ، پنسل، سیاہی یا ٹیلی فون ذاتی کام کے لئے استعمال نہ کریں۔

(۲۵) بجلی کا ناجائز استعمال، ریل گاڑی اور مقامی بسوں میں ٹکٹ نہ لینا، ٹیکس میں چوری کرنا، اس قسم کی حرام باتوں سے بچنا بہت ضروری ہے۔

(۲۶) اپنے عہدے یا منصب سے ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں، نہ ہی کسی دوسرے کو ناجائز فائدہ پہنچائیں۔

(۲۷) غصہ ہرگز نہ کریں خصوصاً کمزوروں اور ماتحتوں پر اور یہ سوچ لیا کریں کہ اگر میں ان کی جگہ ہوتا اور یہ میری جگہ تو میرا کیا حال ہوتا۔

(۲۸) حتی الامکان جائز کام کیلئے اگر کوئی رشوت طلب کرے تو نہ دیں، اگر مجبوری ہو تو کسی عالم سے دریافت کرکے عمل کرلیں۔

(۲۹) ماں باپ، عزیز و اقارب اور بزرگوں کی عزت کریں۔

مطالعہ کتب

(۳۰) بہشتی زیور مکمل یا شروع کے حصہ میں بہشتی گوہر، آداب الشیخ والمرید، اصول الوصول، حقوق الاسلام، فروع الایمان، صفائی معاملات، حیات المسلمین، شوق وطن، آداب المعاشرت، جزاء

الاعمال، تبلیغ دین (مگر اس کتاب میں بعام کے باب کے مطابق عمل نہ کیا جائے)، تعلیم الدین، اصلاح الخیال، ملفوظات چاروں حصے از حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ، نشر الطیب، ایوان طریقت، شریعت و تصوف کو خود یا اپنے شیخ کے مشورے سے مطالعہ میں رکھیں۔

(۳۱) بعد نماز فجر تین مرتبہ اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق۔

- تین مرتبہ بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیئ فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔
- سات مرتبہ حسبی اللہ لا الٰہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم۔
- بعد نماز مغرب بھی اس طرح پڑھیں، رات سوتے ہوئے بعد استغفار آیۃ الکرسی ایک مرتبہ، سورہ فاتحہ ایک مرتبہ، چاروں قل ایک مرتبہ پڑھ کر دونوں ہاتھوں کے اوپر دم کر کے تمام جسم پر ہاتھوں کو پھیریں، اس طرح تین مرتبہ کریں، پھر کلمۂ شریف کا ورد کرتے ہوئے سو جائیں۔

وصیت نامہ از حضرت مسیح الامت

جیسا کہ حضرت مسیح الامت نور اللہ مرقدہ نے احقر کو اپنے آخری ایام میں وصیت کی تھی اور اس وصیت کے سلسلہ میں یہ بھی فرمایا تھا کہ یہ سارے تصوف کا خلاصہ ہے، میں سمجھتا ہوں کہ جہاں اس سلسلے میں اوراوراد و ظائف اور معمولات لکھے ہیں وہاں حضرت سے متعلق جتنے حضرات ہیں ان کو میری طرف سے یہ مشورہ ہے کہ روزانہ نہیں تو کم از کم حضرت کے اس وصیت نامہ کو ہفتہ میں ایک بار ضرور پڑھ لیا کریں، ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے بے حد نفع ہو گا اور یہ وصیت ہر شخص کے لئے تزکیۂ نفس اور تزکیۂ اخلاق کے لئے بے حد ممد و معاون ثابت ہو گی۔

دعا گو ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس وصیت کو پڑھنے کی اور اس کی مندرجات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

تنویر احمد عفی عنہ

آج مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۹۲ بروز ہفتہ احقر جب حاضرِ خدمت ہوا تو حضرت والا نے کان قریب کرنے کا اشارہ فرمایا، احقر نے اپنا چہرہ حضرت والا کے منہ کے قریب کر دیا، فرمایا زبان کو حرکت دینے کی بھی ہمت نہیں، ضعف بے حد ہے، بتکلف بول رہا ہوں پھر بھی چند باتیں عرض کرتا ہوں۔

فرمایا کہ تمام اعمالِ حسنہ استقامت کے ساتھ بالدوام حسن خلق و حسن کلام، نماز روزہ سنن و مستحبات کا اہتمام بلحاظ صحت سہولت کے ساتھ رہے، ذکر و تلاوت بقدر فرصت و سہولت جاری رہے، مطالعہ کا اہتمام رہے، یہ بہت ضروری ہے۔ حضرت والا نور اللہ مرقدہ کی ''شریعت و طریقت'' اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی عربی کتاب کا ترجمہ ''تبلیغ دین'' زیر مطالعہ رہے۔ حضرت والا نور اللہ مرقدہ اس کتاب کو بڑے بڑے علماء کو بھی تاکید سے پڑھواتے تھے، نیز حضرت والا نور اللہ مرقدہ کی تفسیر بیان القرآن کا بھی مطالعہ رہے۔

تمام اعمال سیئہ سے حتی کہ مشتبہات سے بھی اجتناب رہے، جیسا کہ بخاری شریف میں ہے:
الحلال بین و الحرام بین و بینهما مشتبهات فاستنزهوا عن المشتبهات – یہ تقوی ہے۔

اخلاقِ حمیدہ کا حصول بر غبت اور اخلاق رذیلہ کا زوال بنفرت رہے، ان باتوں کے آثار یہ ہونگے کہ حسنِ کلام و حسنِ خلق حاصل ہوگا۔

حسنِ کلام کی تعریف یہ ہے کہ الفاظ شستہ و شائستہ ہوں، نرم آواز کے ساتھ، اور حسن خلق کی تعریف یہ ہے کہ علم جس کو ہماری زبان میں بردباری کہتے ہیں، جہاں کہیں کوئی بات خلافِ طبیعت پیش آئے ناگوار ہو، اس کو کلامِ حسن سے ٹال دے بردباری کے ساتھ، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "و اذا سمعوا اللغو اعرضوا عنه" جہاں کہیں ایسی بات پیش آئے اعراض کر جاؤ، ایسی جگہ مت بیٹھو اور ایسا عمل مت کرو جو تہمت کا سبب بنے، جیسا کہ حدیث میں ہے "اتقوا مواضع التهم" تہمت سے بچنے کو نہیں فرمایا بلکہ ان جگہوں اور طریقوں سے بھی بچنے کو فرمایا جو تہمت کا سبب بنیں۔

پھر فرمایا کہ مرشدی و مولائی حضرت مجدد الملت حکیم الامتؒ فرمایا کرتے تھے کہ دو لفظ ہیں، ایک دھیان، دوسرا دھن۔ دھیان تو یہ کہ ہر وقت اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے اللہ تعالیٰ کا دھیان رہے، اور دھن یہ کہ تزکیۂ نفس کی ہر وقت دھن رہے، یہ دونوں باتیں بڑی عجیب ہیں، ان پر عمل کرتے رہو، کسی کے معاملے میں مت پڑو، دوسروں کے معاملات سے علیحدہ رہو، یہ شانِ مشیخیت کے خلاف ہے، کثرت ذکر اس طرح رہے کہ زبان ہر دم ذاکر اور قلب توفیقِ ذکر و طاعت پر شاکر، لین دین اور معاملات بالکل صاف رکھو۔

بس یہی باتیں ہیں جو بطور وصیت کر رہا ہوں، اگرچہ ہمت نہیں پھر بھی بفضلہ تعالیٰ یہ وصیت کر دی، احقر نے عرض کیا کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان تمام باتوں پر پوری طرح عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، ان شاء اللہ بندہ حتی الامکان ان باتوں پر عمل کرتا رہے گا، حضرت والا نے دعا فرمائی اور خوب دعا فرمائی۔

دوسرے روز بعد نمازِ فجر فرمایا: اعمال حسنہ پر استقامت بالدوام حسن خلق کے ساتھ حسن کلام نرم شائستہ الفاظ کے ساتھ جیسا کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: وقل لعبادي يقولوا التي هي احسن، حسن کلام حسن خلق کے ساتھ۔

جب کبھی کوئی بات طبیعت کے خلاف ہو ناگوار گذرے حسن کلام سے نرم الفاظ کے ساتھ، حسن خلق کے ساتھ ٹال جاؤ، یا حلم کے ساتھ خاموشی سے اعراض کر جاؤ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "و اذا سمعوا اللغو اعرضوا عنه"۔

پھر فرمایا حسن خلق بڑی چیز ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں وہ چیز بتادوں جو اگر کوئی رات بھر عبادت کرے اور دن میں روزہ رکھے ایک سال تک وہ چیز اس سے بھی افضل ہے۔ صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ وہ کیا چیز ہے، فرمایا کہ حسن خلق، یہ بہت بڑی چیز ہے۔

پھر فرمایا کہ اس سے افضل چیز بتادوں، صحابہ نے سوچا کہ اس سے افضل چیز کونسی ہوگی؟ فرمایا اپنی بیوی کے ساتھ حسن سلوک، نرمی کا برتاؤ، اس لئے کہ بیوی کے ساتھ ہر وقت خلاف طبیعت باتیں پیش آتی رہتی ہیں، اپنے عزیزوں، دوستوں، حتی کہ دشمنوں سے بھی حسن خلق سے پیش آنا چاہئے۔

بس حسن خلق، حسن کلام کے ساتھ، اعمال حسنہ کا اہتمام بالدوام برغبت، اعمال سیئہ سے اجتناب نفرت، زبان ذاکر، قلب شاکر اصلاح نفس کی دھن، اللہ تعالٰی کا دھیان ہی سارے تصوف کا نچوڑ، بس اس پر عمل ہوتا رہے، یہ ارشاد عالی مرشدنا و مولانا حضرت مجدد الملت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ کے ہیں، یہ الفاظ احقر کے نہیں۔

چوتھی فصل

ایمان کے شعبے:

مریدین کے لئے ضروری ہے کہ قرآن و حدیث میں وارد احکامات اور ایمانی صفات کو جان لیں، جن کو احادیث میں ستر سے زائد بتا گیا ہے، تاکہ اس کے ذریعہ رضاالٰہی کو حاصل کر سکیں، اس پس منظر میں علماء نے ان شعبوں کا اور ایمانی صفات کا تذکرہ کیا ہے، ہم بھی یہاں ان کا تذکرہ مناسب سمجھتے ہیں، تاکہ ان سے واقفیت ہو اور عمل کرنے میں سہولت ہو۔

(۱) اللہ پر ایمان لانا۔اسی میں ایمان بالذات والصفات اور توحید شامل ہے۔

(۲) اللہ کے ماسوا حادث ہونے کا قائل ہونا۔

(۳) فرشتوں پر ایمان لانا۔

(۴) کتابوں پر ایمان لانا۔

(۵) رسولوں پر ایمان لانا۔

(۶) تقدیر پر ایمان لانا۔

(۷) آخرت پر ایمان لانا۔اسی میں قبر کے سوال اور عذاب، بعث بعد الموت، حساب، میزان اور پل صراط شامل ہیں۔

(۸) جنت کے وعدوں اور اس کی ہمیشگی پر یقین رکھنا۔

(۹) جہنم کی وعید اور عذاب پر یقین اور اس کا ہمیشہ ہونا۔

(۱۰) اللہ سے محبت کرنا۔

(۱۱) اللہ کے لئے محبت اور اللہ کے لئے بغض رکھنا۔اسی میں صحابہ اور اہل بیت کی محبت شامل ہے۔

(۱۲) نبی سے محبت۔اسی میں آپ پر درود پڑھنا اور آپ کی سنتوں کی اتباع شامل ہے۔

(۱۳) اخلاص۔اسی میں ریا اور نفاق کو ترک کرنا شامل ہے۔

(۱۴) توبہ اور ندامت۔

(۱۵) اللہ کا خوف۔

(۱۶) اللہ کے رحم کی امید۔

(۱۷) مایوسی اور ناامیدی کو ترک کر دینا۔

(۱۸) شکر۔

(۱۹) وفا۔ وعدوں کو پورا کرنا۔

(۲۰) صبر۔

(۲۱) تواضع۔ اسی میں بڑوں کی عزت شامل ہے۔

(۲۲) رحمت اور شفقت کرنا۔ چھوٹوں کی شفقت اسی میں شامل ہے۔

(۲۳) رضا بالقضاء۔ اللہ کے فیصلوں پر راضی رہنا۔

(۲۴) توکل۔

(۲۵) عجب خود پسندی کو ترک کرنا۔ اپنی تعریف اور تزکیہ کا ترک اس میں شامل ہے۔

(۲۶) حسد کو ترک کرنا۔

(۲۷) کینہ کو ترک کرنا۔

(۲۸) غصہ کو ترک کرنا۔

(۲۹) دھوکہ کو ترک کرنا۔ اس میں بدگمانی اور مکر شامل ہے۔

(۳۰) دنیا کی محبت کو ترک کرنا۔ اسی میں مال اور جاہ کی محبت کو ترک کرنا بھی شامل ہے۔

(۳۱) توحید کا زبان سے اقرار کرنا۔

(۳۲) قرآن کریم کی تلاوت کرنا۔

(۳۳) علم سیکھنا۔

(۳۴) علم سکھانا۔

(۳۵) دعا اسی میں استغفار بھی شامل ہے۔

(۳۶) لغویات سے اجتناب کرنا۔

(۳۷) پاکی حاصل کرنا۔ اسی میں وضو، واجب غسل، بدن، کپڑے اور مکان کا پاک رکھنا بھی شامل ہے۔

(۳۸) نماز قائم کرنا۔ اسی میں فرض نفل اور قضا (جمعہ، وتر، عیدین وغیرہ) سب شامل ہیں۔

(۳۹) زکوۃ ادا کرنا۔اس میں صدقہ،زکوۃ کی ادائیگی،صدقۃ الفطر،سخاوت،کھانا کھلانا اور مہمانوں کا اکرام کرنا شامل ہے۔

(۴۰) فرض اور نفل روزے رکھنا۔

(۴۱) حج کرنا۔عمرہ اسی میں شامل ہے۔

(۴۲) اعتکاف کرنا۔لیلۃ القدر کی تلاش اس میں شامل ہے۔

(۴۳) دین کے لئے کوچ کرنا۔ہجرت اس میں شامل ہے۔

(۴۴) نذر اور منت پوری کرنا۔

(۴۵) ایمان میں غور و فکر کرنا۔

(۴۶) کفارہ ادا کرنا۔

(۴۷) نماز اور نماز سے باہر ستر کا چھپانا۔

(۴۸) قربانی کرنا۔

(۴۹) جنازہ ادا کرنا۔

(۵۰) قرض ادا کرنا۔

(۵۱) معاملات میں سچائی اور ریا سے احتراز کرنا۔

(۵۲) سچی گواہی دینا اور اس کو چھپانے سے بچنا۔

(۵۳) نکاح کے ذریعہ پاک دامنی اختیار کرنا۔

(۵۴) اہل و عیال کے حقوق ادا کرنا۔

(۵۵) خادموں اور ماتحتوں کے ساتھ نرمی اختیار کرنا۔

(۵۶) والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔نافرمانی سے اجتناب اسی میں شامل ہے۔

(۵۷) اولاد کی تربیت کرنا۔

(۵۸) صلہ رحمی کرنا۔

(۵۹) آقا کی اطاعت کرنا۔

(۶۰) عدل کے ساتھ امارت قائم کرنا۔

(۶۱) جماعت کی موافقت کرنا۔

(۶۲) اولوالامر کی اطاعت کرنا۔

(۶۳) لوگوں کی اصلاح کرنا۔ اسی میں خوارج اور باغیوں کے ساتھ قتال شامل ہے۔

(۶۴) نیکی پر تعاون کرنا۔

(۶۵) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا۔

(۶۶) حدود کا قائم کرنا۔

(۶۷) جہاد کرنا۔ مرابطہ اسی میں شامل ہے۔

(۶۸) امانتوں کو ادا کرنا۔ خمس کی ادائیگی اس میں شامل ہے۔

(۶۹) قرض دینا ادائیگی کے ساتھ ساتھ۔

(۷۰) پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔

(۷۱) حسن معاملہ کرنا۔

(۷۲) مال کو اس کے حق میں خرچ کرنا۔ اس میں اسراف اور تبذیر سے بچنا شامل ہے۔

(۷۳) سلام کا جواب دینا۔

(۷۴) چھینکنے والے کا جواب دینا۔

(۷۵) لوگوں سے تکلیف پہنچانے اور ضرر سے بچنا۔

(۷۶) لہو چیزوں سے بچنا۔

(۷۷) راستہ سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹانا۔ (عمدۃ القاری)

چونکہ احادیث میں ایمان کے ستر سے کچھ زائد شعبے بتلائے گئے، علامہ عینیؒ نے اس عدد کی رعایت کرتے ہوئے ستتر شعبے ذکر کئے ہیں، اور سارے شعبوں کے اس کے تحت قرار دیا ہے، اس لئے ہم نے بھی انہیں کا ذکر کیا ہے، لیکن ان کے علاوہ دیگر کتابوں پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کے اور بھی مزید شعبے ہیں، ان کو بھی اس فہرست میں شامل کیا جا سکتا ہے، اس لئے اس پر بھی کام شروع کیا گیا، ان شاء اللہ آئندہ کسی کتاب میں ان کا تذکرہ کیا جائے گا۔

گناہِ کبیرہ کی تفصیلات:

جس طرح اوامر کو جاننا ضروری ہے اسی طرح ایسے کاموں سے بچنا بھی ضروری ہے جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والے ہیں، جن کو معصیت اور گناہ کہا جاتا ہے، گناہوں کی تفصیلات سے متعلق بھی بڑی بڑی کتابیں لکھی گئیں ہیں، ہم ذیل میں چند گناہ ذکر کر رہے ہیں تا کہ گناہوں کا علم ہو سکے اور ان سے بچنا بھی آسان ہو۔

(۱) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا۔

(۲) کسی جان بوجھ کو بغیر شرعی حق کے قتل کرنا۔

(۳) سحر کرنا۔

(۴) نمازوں کو ترک کرنا۔

(۵) زکوۃ نہ دینا۔

(۶) رمضان میں بغیر عذر کے افطار کرنا۔

(۷) قدرت کے باوجود حج چھوڑ دینا۔

(۸) والدین کی نافرمانی کرنا۔

(۹) رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنا۔

(۱۰) زنا کرنا۔

(۱۱) لواطت کرنا۔

(۱۲) سود لینا یا دینا یا سودی معاملہ میں تعاون کرنا۔

(۱۳) یتیم کا مال کھانا یا ظلم کرنا۔

(۱۴) اللہ پر جھوٹ بولنا۔

(۱۵) جنگ سے بھاگنا۔

(۱۶) امام کا رعایا کو دھوکہ دینا اور ان پر ظلم کرنا۔

(۱۷) غرور، تکبر اور فخر کرنا۔

(۱۸) جھوٹی گواہی دینا۔

(۱۹) شراب پینا۔

(۲۰) جوا کھیلنا۔

(۲۱) پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا۔

(۲۲) مال غنیمت میں خیانت کرنا۔

(۲۳) چوری کرنا۔

(۲۴) ڈاکہ ڈالنا۔

(۲۵) جھوٹی قسم کھانا۔

(۲۶) ظلم کرنا۔

(۲۷) ناحق زیادہ مال لینا۔

(۲۸) حرام کھانا۔

(۲۹) خودکشی کرنا۔

(۳۰) جھوٹ بولنا۔

(۳۱) ناحق فیصلہ کرنے والا قاضی

(۳۲) رشوت لینا۔

(۳۳) عورت اور مرد کا ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنا۔

(۳۴) دیوث یعنی بیوی کے بارے میں بے غیرت ہونا۔

(۳۵) حلالہ کی نیت سے نکاح کرنا۔

(۳۶) ریاکاری کرنا۔

(۳۷) پیشاب سے نہ بچنا۔

(۳۸) دنیا کے لئے علم سیکھنا اور علم کو چھپانا۔

(۳۹) خیانت کرنا۔

(۴۰) احسان جتلانا۔

(۴۱) تقدیر کا انکار کرنا۔

(۴۲) لوگوں کی باتیں سننا اور جاسوسی کرنا۔

(۴۳) چغلی کرنا۔

(۴۴) گالی دینا اور لعنت کرنا۔

(۴۵) دھوکہ دینا اور عہد پورا نہ کرنا۔

(۴۶) کاہن اور نجومیوں کی تصدیق کرنا۔

(۴۷) بیوی کا شوہر کی نافرمانی کرنا۔

(۴۸) تصویر بنانا۔آج کل ویڈیو بنانا،اور تصویر لینا اسی میں شامل ہے۔

(۴۹) نوحہ کرنا۔

(۵۰) حد سے تجاوز کرنا۔

(۵۱) بوڑھے، غلام، باندھی، بیوی اور جانور پر زیادتی کرنا۔

(۵۲) پڑوسی کو تکلیف دینا۔

(۵۳) مسلمان کو تکلیف دینا اور برا بھلا کہنا۔

(۵۴) اللہ کے نیک بندوں کو تکلیف دینا اور دشمنی رکھنا۔

(۵۵) کپڑوں کا ٹخنوں سے نیچے لٹکانا، چاہے پائنٹ یا پاجامہ ہو یا بڑا جبہ ہو۔

(۵۶) مردوں کے لئے سونے اور ریشم کا پہننا۔

(۵۷) غلام کا بھاگنا۔

(۵۸) غیر اللہ کے نام جانور ذبح کرنا، آج کل جھٹکے کا گوشت، مشین سلاٹر اسی میں شامل ہے۔

(۵۹) جانتے ہوئے اپنے آپ کو باپ کی طرف منسوب نہ کرنا۔

(۶۰) جھگڑا اور فساد کرنا۔

(۶۱) ضرورت مند کو زائد پانی سے روکنا۔

(۶۲) زمین یا کسی چیز کے ناپنے اور تولنے میں کمی کرنا۔

(۶۳) اللہ سے بے خوف ہو جانا۔

(۶۴) گناہ نمبر چونسٹھ کتاب میں درج نہیں ہے، شاید کاتب کا سہو ہے، یا کسی وجہ سے نقص رہ گیا ہے۔

(۶۵) بغیر عذر کے جماعت کا مسلسل ترک کرنا اور تنہا نماز پڑھنا۔

(۶۶) جمعہ کو بغیر عذر کے مسلسل ترک کرنا۔

(۶۷) وصیت میں نقصان پہنچانا۔

(۶۸) لوگوں کے ساتھ دھوکہ دہی کرنا۔

(۶۹) مسلمانوں کی جاسوسی کرنا اور ان کے راز ظاہر کرنا۔

(۷۰) صحابہ میں سے کسی کو گالی دینا اور برا بھلا کہنا۔(الکبائر از علامہ ذہبی: م ۷۴۸ھ)

حافظ ذہبیؒ نے گناہ کبیرہ کی تعداد ستر لکھی ہے، جن کی تفصیل یہ ہے، لیکن اس کے علاوہ اور بھی گناہ ہیں جو قرآن وحدیث میں مذکور ہیں، علامہ ہیثمی نے ان کی تعداد ۴۶۷ ذکر کی ہے، اس پر بھی کام جاری ہے، ان شاء اللہ اس کی تفصیل بھی آئندہ کتابوں میں ذکر کی جائے گی۔

پانچویں فصل

آداب الشیخ والمرید

اس فصل میں حضرت تھانویؒ اور دیگر اکابرین کی کتب بالخصوص حقوقِ شیخ اور آداب سے استفادہ کرتے ہوئے شیخ اور مرید سے متعلق کچھ حقوق اور آداب ذکر کئے جارہے ہیں، جن کا اہتمام سالکین کے لئے ضروری ہے، تاکہ صحیح معنٰی میں اصلاح اور شیخ کے فیوض وبرکات سے استفادہ ہوسکے۔

- فرمایا کہ شیخ کامل کی پہچان یہ ہے کہ: (۱)ضرورت کے موافق دین کا علم ہو۔(۲)عقائد ،اعمال اور اخلاق میں شریعت کا پابند ہو۔ (۳) تارک الدنیا اور راغب الی الآخرۃ ہو۔ (۴) کسی پیر کامل کے پاس کچھ دنوں تک رہا ہو۔(۵) عام لوگوں کی بنسبت خاص لوگ علماء اور مشائخ اور سمجھدار و دیندار لوگ اس کو اچھا سمجھتے ہوں اور اس کے معتقد ہوں۔(۶) اس کے مریدوں میں اکثر مرید شرع کے پابند ہوں اور ان کو دنیا کی طمع نہ ہو۔(۷) تعلیم و تلقین میں مشفق ہو،اور خلاف شرع بات پر ٹوکتا ہو۔(۸) اس کے پاس چند روز بیٹھنے سے دنیا کی محبت میں کمی اور اللہ کی محبت میں زیادتی معلوم ہوتی ہو۔(۹) خود بھی ذکر و شغل کرتا ہو۔(۱۰) مصلح بھی ہو صرف صالح ہونا کافی نہیں، ولی کے لیے صالح ہونے کی ضرورت ہے، مصلح ہو یا نہ ہو اور شیخ ولی ہونے کے لیے دونوں کے جمع ہونے کی ضرورت ہے کہ صالح بھی ہو اور مصلح بھی ہو۔ مصلح اگر صالح اور متقی نہیں تو ایسوں کے راستہ بتلانے میں برکت نہیں ہوتی۔ عادۃ اللہ ہے کہ جو ایسوں سے رجوع کرتے ہیں ان کو طریق پر آمادگی نہیں ہوتی۔
- فرمایا کہ شیخ اپنے لیے خلوت کا بھی کچھ نہ کچھ وقت تجویز کرے،اس سے برکت ہوتی ہے۔
- فرمایا کہ باطنی نفع کا دار و مدار طبیعت کی مناسبت پر ہے، جب تک طبیعتوں میں موافقت نہ ہوگی نفع نہ ہوگا، لہذا جب تک مناسبت نہ ہو تب تک کسی کو بیعت بھی نہیں کرنا چاہیے۔

- فرمایا کہ مناسبتِ شیخ کا مطلب یہ ہے کہ شیخ سے مرید کو اس قدر موانست ہو جائے کہ شیخ کی سب باتیں مرید کو پسند ہوں اور مرید کی سب باتیں شیخ کو پسند ہوں، اور شیخ کے کسی قول و فعل سے مرید کے دل میں طبعی نکیر پیدا نہ ہو، گو عقلی ہو، حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کے درمیان جو شرائط طے ہوئے تھے، وہ مناسبت و عدمِ مناسبت کے امتحان ہی کے لیے تو طے ہوئے تھے، چناں چہ جب عدم مناسبت ثابت ہو گئی تو جدائی ہو گئی۔ اسی طرح شیخ اگر کسی مرید کو گو وہ معصیت کا مرتکب نہ ہو بوجہ عدمِ مناسبت علیحدہ کردے تو جائز ہے۔
- فرمایا کہ سلوک میں مناسبت اور انسیت شیخ کے پاس رہنے سے اور افادات کے سننے سے حاصل ہوتی ہے، اس لئے شیخ کے افادات سننے اور اس کی صحبت کا اہتمام کرنا چاہیے۔ بلکہ اصلاح کے لئے اصل چیز صحبت ہے، علم چاہے ہو یا نہ ہو، صحابہ رضی اللہ عنہم سب کے سب عالم نہ تھے، صرف صحبت سے پایا جو کچھ پایا اور ہمیشہ اہل اللہ نے صحبت ہی کا التزام رکھا، اتنی توجہ علم کی طرف نہیں کی جتنی صحبت کی طرف کی۔
- فرمایا کہ مرید کے لیے شیخ کے قلب میں اپنی طرف رغبت و انس پیدا کرنے کا طریق اتباع ہے، نہ کہ اس سے اختلاف کرنا۔
- فرمایا کہ شیخ کے لئے کسی ایسے شخص کو مرید کرنا مناسب نہیں ہے، جس کا ادب شیخ کو کرنا پڑے، بلکہ ایسے کو کرنا چاہیے جس کی روک ٹوک اور گرفت کی جا سکے۔
- فرمایا کہ شیخ کی توجہ اس وقت نافع ہوتی ہے جبکہ اس کی اطاعت کی جائے اور اس کے رہنمائی کے مطابق عمل کیا جائے اور اپنے کو اس کے ہاتھ میں مردہ بدست زندہ کر دیا جائے کہ وہ جس طرح چاہے تصرف کرے۔ تو اس کے بعد جو توجہ ہوتی ہے وہ واقعی کیمیا ہوتی ہے۔
- فرمایا کہ سلوک میں سب سے زیادہ مضر چیز معلّم پر اعتراض ہے، اس کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہیے۔
- فرمایا کہ شیخ سے کبھی قطعِ تعلق نہیں کرنا چاہیے، ورنہ سب فیوض بند ہو جاتے ہیں۔

- فرمایا کہ شریعت کے خلاف کرنے سے تو آخرت میں عذاب ہو گا اور آدابِ طریقت کے خلاف کرنے سے معصیت نہیں ہوتی، مگر دنیوی ضرر لاحق ہو جاتا ہے، بلکہ کبھی بالواسطہ آخرت سے بھی محرومی ہو سکتی ہے، کیوں کہ اس مخالفت کا اوّل نقصان یہ ہوتا ہے کہ اللہ کا نام لینے کی حلاوت جاتی رہتی ہے، پھر تعطل ہو جاتا ہے، پھر ترک مستحب، پھر ترک سنت وواجبات، یہاں تک کہ سلبِ ایمان کی نوبت آجاتی ہے۔ اگر کوئی اس حالت میں بھی ہمت سے شریعت کا کام کرتا رہے تو آخرت کا نقصان نہیں، مگر انشراح وراحت واطمینان نہ ہو گا۔
- فرمایا کہ یہ غلط ہے کہ شیخ کے ناراضگی سے اللہ تعالٰی ناراض ہوں گے،البتہ شیخ کو مکدّر نہ کیا جاوے، طعن واعتراض نہ کیا جائے،اگراس سے غلطی ہو جائے تو اس کا ذکر بھی کرے مگر ادب سے۔
- فرمایا کہ مبداء فیّاض ہی سے فیوض وبرکات نازل ہوتے ہیں، شیخ برائے نام واسطہ ہوتا ہے ،لیکن طالب کو چاہیے کہ واسطہ کی قدر کرے، کیوں کہ اللہ کی عادت ہے کہ بدون واسطہ کے وہ فیوض وبرکات نازل نہیں فرماتے۔
- فرمایا کہ سلوک انتہائی نازک راستہ ہے،اس میں قدم رکھنے سے پہلے اپنی شان اور اپنے کمالات سب کو فنا کر دینا چاہیے،اور مصلح کی ہر بات اور ہر تعلیم پر عمل کرنے کے لیے اپنے کو آمادہ کرلینا چاہیے یہاں تک کہ جوتیاں کھانے کے لئے تیار ہو جائے۔
- فرمایا کہ شیخ سے کسی معاملہ میں مشورہ لینے کا طریقہ یہ ہے کہ کئی شقیں لکھیں اور ہر شق کے مفاسد اور مصالح لکھیں اور پھر ترجیح کی درخواست کریں۔
- فرمایا کہ سالک مستقل لگا رہے اور حالات کی اطلاع دیتا رہے،ان شاءاللہ کامیابی یقینی ہوتی ہے،اس راستہ میں کبھی محرومی نہیں ہوتی۔
- فرمایا کہ سالک کی نیت تو رہبر بننے کی بھی نہیں ہونی چاہیے، بلکہ یہ نیت ہو کہ راستہ نظر آجائے اور رہبر بننے کی نیت شرک فی الطریقۃ ہے، بلکہ بزرگ بننے کی نیت بھی نہ ہونی چاہیے،اگر یہ نیت ہے تو وہ شخص غیر حق کا طالب ہے خود کچھ تجویز نہ کرے۔

(اس موقع پر مرتب حضرت کی ایک بات نقل کرنا مناسب سمجھتا ہے کہ حضرت مسیح الامتؒ کی اجازت سے قبل حضرت صوفی صاحب نے محبوب نگر میں حضرت والا کو اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا تھا، حضرت نے فرمایا تھا کہ بیس سال تک مجھے یہ اجازت یاد نہیں تھی، بعد میں حضرت ڈاکٹر تنویر صاحبؒ نے اصرار کرکے اس سلسلہ کو شروع کروایا۔ منشا حضرت کا یہ تھا کہ آج کل لوگ اجازت و خلافت کے لئے بزرگان دین سے تعلق قائم کرتے ہیں، یا پھر اجازت ملتے ہی عوام میں اس کی تشہیر اور پھر اپنا اصلاحی اور اجازت و خلافت کا سلسلہ شروع کردیتے ہیں، جو کہ مناسب نہیں ہے، اس لئے حضرت کے مجاز مریدین اور منسلکین سے بھی مرتب کی ایک درخواست یہ ہے کہ ہمارے اکابر اور بزرگانِ دین بعض مرتبہ بعض مصالح کے پیش نظر اگر اجازت سے سرفراز فرمادیں تو اجازت ملتے ہی فوراً اس کا تذکرہ اور تشہیر مناسب نہیں ہے، اس اجازت کا مطلب نفس پر کنٹرول کرنا اور اس کو قابو میں کرنا اور اس کے اندر مزید کمالات کا پیدا کرنا مقصد ہوتا ہے، اس سے دراصل مرید ہی کی مزید اصلاح مقصود ہوتی ہے، مریدین اپنی کم فہمی سے خوش فہمی میں مبتلا ہو جائیں تو یہ ان کے لئے نقصان کی بات ہے، خلاصہ یہ ہے کہ ان اجازتوں کو اپنے لئے اصلاح کا باعث سمجھیں، خوش فہمی اور عجب میں مبتلا نہ ہوں، ان کو پردۂ راز میں رکھ کر اس روحانی سلسلہ کا سفر جاری رکھیں، شیخ سے اپنا تعلق مضبوط رکھیں۔ اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ طاعات میں مشغول رہیں، اور رضائے الٰہی کے حصول کی کوشش کرتے رہیں)

- فرمایا کہ اگر شیخ کی صحبت میسر ہو تو اسے حاصل کریں اور جب بھی ضروریات سے فرصت ملے تو خدمت شیخ میں حاضر ہو کر باادب بیٹھے۔
- فرمایا کہ شیخ کے پاس بیٹھ کر تسبیح یا وظیفہ وغیرہ نہ پڑھے، بلکہ ہمہ تن ان کی باتوں کو غور سے سنے۔
- فرمایا کہ ایسا کوئی عمل نہ کریں جس سے شیخ کو کسی قسم کی کلفت اور دل آزاری ہو، نہ قول و فعل سے، نہ حرکات و سکنات سے، اگر کبھی خدانخواستہ ایسا ہو جائے تو فوراً معافی مانگ لے، اور عذر کرنے یا بہانہ بنانے کی کوشش نہ کرے۔

- فرمایا کہ اپنے شیخ کے حالات کا کسی سے موازنہ نہ کرے۔
- فرمایا کہ بے جا سوالات نہ کرے۔
- فرمایا کہ شیخ کے سامنے اپنی آواز اونچی نہ کرے۔
- فرمایا کہ اپنے حالات کی شیخ کو اطلاع دیتے رہے اور ان کے مشوروں اور ہدایات پر عمل کرتے رہے، شیخ کی رائے اور مشورہ کے سامنے اپنی رائے کو فنا کر دے۔ سالک کے لئے دو چیزیں لازم ہیں۔ اتباعِ سنت اور اتباعِ شیخ۔ جب یہ حالت مرید کی نہ ہو کہ اگر شیخ جان بھی مانگے تو بھی دریغ نہ کرے تب تک کچھ لطف بیعت کا نہیں۔
- فرمایا کہ شیخ کی ڈانٹ ڈپٹ اور اصلاح سے برا نہ مانے۔
- فرمایا کہ شیخ کے قلب کو مکدر نہ کرے، اس سے دین اور دنیا دونوں کا نقصان ہوتا ہے، اور توفیق الٰہی اور برکت سے محرومی ہوتی ہے۔ اسی لیے حضور ﷺ نے حضرت وحشیؓ کو جنہوں نے حضرت حمزہؓ کو بُرے طور سے قتل کیا تھا، اپنے سامنے آنے سے روک دیا کہ ان کو دیکھنے سے انقباض ہو گا اور انقباض سے ضرر ہو گا کہ فیوض و برکات سے حرمان ہو جائے گا۔
- سالک کو چاہیے کہ شیخ کو خوش رکھنے کی کوشش کرے، جس کی ایک صورت بطیب خاطر ہدیہ کا اہتمام ہے، چاہے شیخ ضرورت مند نہ ہو، کیونکہ ہدیہ کا مقصد ضرورت نہیں بلکہ اتباعِ سنت اور تطییب قلبِ مومن ہے۔
- سالک کو چاہیے کہ اگر شیخ قبول کرے تو اس کی دنیوی ضروریات کی اپنے اہل و عیال اور والدین کی حق تلفی کے بغیر اپنی بساط کے بقدر حسبِ سہولت خدمت کے لئے کوشاں رہے، اس سے بعض مرتبہ شیخ کی توجہ بڑھ جاتی ہے، جس سے مرید ہی کا بے انتہاء فائدہ ہوتا ہے، جیسا کہ بعض بزرگانِ دین کے واقعات سے معلوم ہوتا ہے۔
- فرمایا کہ شیخ پر اعتراض اور تنقید نہ کرے، یہ انتہائی نقصاندہ ہے، البتہ اگر کسی پہلو کی طرف توجہ دلانی ہو تو اس میں بھی حد درجہ ادب ضروری ہے۔
- مرید اپنے شیخ کی عقیدت اور محبت پوری طرح دل میں رکھے، اور یہ سمجھے کہ اس وقت موجودہ بزرگوں میں سب سے زیادہ نفع باطنی مجھے اپنے شیخ کے علاوہ کسی اور سے نہیں ملے گا۔

- فرمایا کہ جب تک نسبت راسخ نہ ہو جائے مختلف بزرگوں سے ملنا اچھا نہیں، کسی کے پاس بقصدِ استفادہ و برکت نہ جائے، مزارات پر بھی اس قصد سے نہ جائے، اور بعد رسوخِ نسبت خود ہی جانے کو دل نہ چاہے گا۔
- فرمایا کہ بعد تکمیل کے پھر شیخ کی حاجت نہیں رہتی، خود منجانب اللہ بلاواسطہ تربیت ہوتی رہتی ہے، طالب شیخ سے مستغنی ہو جاتا ہے، البتہ شیخ کا جس کی بدولت اس کو یہ وصول الی اللہ میسر ہوا ہے، ہمیشہ ممنون رہنا چاہیے، ورنہ ناشکری موجبِ زوال ہو جاتی ہے۔
- فرمایا کہ مرید کو چاہیے کہ جب کوئی مرض یاد آجائے اس کو فوراً نوٹ کر لیا کرے اور ایک ہفتہ تک دیکھا کرے کہ وہ زائل ہوا یا نہیں؟ اگر زائل نہ ہوا تو نفس کو اور مہلت نہ دے بلکہ مصلح کو اطلاع کر دے۔
- فرمایا کہ اخلاقِ رذیلہ کا مختصر علاج یہ ہے کہ تامل و تحمل یعنی جو کام کرے سوچ کر کرے کہ شرعاً جائز ہے یا نہیں، اور جلدی نہ کرے بلکہ تحمل سے کام کیا کرے۔ یا اطلاع و اتباع یعنی اپنے احوال و اعمال سے شیخ کو مطلع کرتا رہے اور اس کی تجویز پر عمل کرے اور وہ جو کچھ کہے اس پر اعتماد کرے۔

شیخ کے ہیں تین حق رکھ ان کو یاد

اطلاع و اعتماد و انقیاد

- فرمایا کہ شیخ کی اتباع نہ عقائد میں ہے، نہ کشفیات میں، نہ جمیع مسائل میں، نہ اُمورِ معاشیہ میں صرف طریق تربیت، تشخیص امراض و تجویز و تدابیر اور ان مسائل میں ہے جن کا تعلق تربیت و اصلاحِ باطنی سے ہے، وہ بھی اس وقت تک جب تک ان کا جواز مرید و شیخ کے درمیان متفق علیہ ہو اور اگر اختلاف ہو تو شیخ سے مناظرہ کرنا تو خلافِ طریق ہے اور امتثالِ امر خلافِ شریعت ہے، ایسی صورت میں ادب جامع بین ادبین یہ ہے کہ علماء سے استفتاء کر کے یا اپنی تحقیق سے حکم متعین کر کے شیخ کو اطلاع کرے کہ میں فلاں عمل کو جائز نہیں سمجھتا اور ہمارے سلسلہ میں اس قسم کی تعلیم ہے، مجھ کو کیا کرنا چاہیے؟ اس پر اگر شیخ پھر بھی وہی حکم دے تو اس شیخ کو چھوڑ دینا چاہیے۔ اور اگر وہ ترک کی اجازت دے

تو یہ اس کی متابعت ہے، یہی معنیٰ ہیں اتباع کامل کے، یعنی جو مرض نفسانی اس نے تجویز کیا ہو یا جو تدابیر اس نے تجویز کی ہوں یا جو عمل مشروع جس کا مشروع ہونا شیخ و مرید میں متفق علیہ ہو تجویز کیا ہو، ان چیزوں میں اتباعِ کامل کرے، ذرا بھی اپنی رائے کو دخل نہ دے اور باقی اُمور میں اتباع مراد نہیں۔